کہ ہم اپنی روایتوں اور دینی احکام سے منہ موڑلیں ان سے ناطہ توڑلیں اور لٹیروں اور کافروں کی ڈگر پر چل کھڑے ہوں میں سمجھتا ہوں جدید تہذیب کا کوئی کنارہ ہی نہیں یہ کہیں ٹھہرتی نہیں ۔ لیکن ہمارے رسول مقبول علیہ السلام نے جو تہذیب ہمیں بخشی ہے اس کا ہر ہر رخ روشن اور ہر ہر نقش انمٹ ہے ۔

خالو بول رہے تھے اور ساتھ کے ساتھ اماں کے تائیدی تبصرے تشریح و اجمال کا کام دے رہے تھے ۔ اس روز گویا خالو کی طبیعت بھی حاضر تھی ۔ محفل جمی اور خوب جمی ۔ ڈھیروں باتیں ہوئیں خالو کے اعترافات ، فہمائشوں اور کتابی قسم کی گفتگو کا تو رنگ ہی دیدنی تھا ۔ میں حیران بھی ہو رہی تھی اور مسرور بھی خصوصاً جب علامہ اقبالؒ کے حوالے سے خالو نے کہا کہ :

تمام انسانی رویے جو کسی بھی اعلیٰ سماج کو جنم دے سکتے ہیں تہذیب مصطفوی میں زندہ ہیں ہر زمان و مکاں میں یکساں طور پر معاشرہ کی نشو و نما کرتے ہیں اس مقدس تہذیب کی بنیاد ، ہمدردی اور محبت انسانی پر ہے اور تہذیب جدید کی بنیاد خود غرضی ، خود پسندی ، پیسہ پرستی اور تمام انسانوں سے خود کو ماورا سمجھنے کی بنیاد پر ہے اس میں سیپریشن ہے اجتماعیت نہیں ۔ تو اس سمے خالو مجھے بالکل پروفیسر معلوم ہوئے ۔

اب تک مجھے حجاب مانع رہا تھا لیکن اس موقع پر رہا نہ گیا تو میں نے جھٹ ظفر علی خاں کا شعر سنا ڈالا کہ ؎

تہذیب نو کے منہ پہ وہ تھپڑ رسید کر
جو ایسی مال زادی کا حلیہ بگاڑ دے

سب چونکے اور ایکدم کھلکھلا دیتے ۔ گویا بات مکمل ہو گئی تھی ۔